بچوں کے ساتھ آپ ﷺ کا مشفقانہ سلوک

از: مولانا محمد مجیب الرحمٰن دیودرگی
استاذ دار العلوم حیدر آباد

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے جس گوشے پر بھی نظر ڈالیے آپ ﷺ کامل ومکمل نظر آئیں گے، آپ ﷺ کی مربیانہ زندگی پر نظر کریں تو دنیا کے تمام ہی معلّمین آپ کے خوشہ چین نظر آئیں، آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی ازدواجی زندگی کا جائزہ لیں تو آپ ﷺ اپنی بیویوں کے لیے بہترین شوہر ہیں، آپ علیہ السلام کی مجاہدانہ وسپاہیانہ زندگی پر نظر کریں تو دنیا کے بہادر آپ سے کوسوں دور ہوں گے، اسی طرح بچوں کے ساتھ آپ علیہ السلام کے حسنِ سلوک کا جائزہ لیں تو آپ علیہ السلام بہترین مربی بھی ہیں، نیز آپ سے زیادہ کوئی بچوں پر رحم کرنے والا بھی نہ ہوگا، آپ علیہ السلام نے بچوں کے ساتھ نرمی، محبت، عاطفت، ملاطفت کا درس نہ صرف اپنی تعلیمات ہی کے ذریعہ دیا؛ بلکہ اپنے عمل سے بھی اس کا ثبوت پیش فرمایا، آپ ﷺ کا فرمان ہے: جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں (سنن ابی داؤد: ۴۹۴۳ باب فی الرحمۃ) اسی طرح آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو نرمی سے محروم ہے وہ تمام ہی خیر سے محروم ہے (مسلم: ۲۵۹۲ باب فضل الرفق) بچوں کے تئیں حسنِ سلوک کے عطر بیز سیرت کے چند نمونے ذیل میں مذکور ہیں:

اولاد واحفاد کے ساتھ

آپ علیہ السلام کے فرزند حضرت ابراہیمؓ کا جب انتقال ہوا تو آپ علیہ السلام بڑے غمزدہ تھے، آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے تعجب خیز لہجہ میں استفسار کیا: آپ بھی رو رہے ہیں؟ آپ علیہ السلام نے جواب دیا، اے ابن عوف یہ رحمت ہے، بلا شبہ آنسو بہہ رہے ہیں، دل غم زدہ ہے؛ لیکن اس حالتِ غم میں بھی ہم وہی بات کہیں گے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو، پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابراہیمؓ ہم تمہاری جدائی سے غم زدہ ہیں، (بخاری: ۱۳۰۳، باب قول النبیؐ انا بک الخ) اس صورتِ حال کو دیکھ کر حضرت انسؓ نے فرمایا: اہل وعیال پر آپ

ﷺ سے زیادہ مشفق میں نے کسی کو نہیں دیکھا (مسلم:۲۳۱۶) بچپن کا زمانہ بے شعوری و بے خیالی کا زمانہ ہوتا ہے، اس زمانہ میں بچے بڑوں کے رحم وکرم کے محتاج ہوتے ہیں، بچے انھیں کو اپنا محسن سمجھتے ہیں جو انھیں اپنے قریب رکھتے ہیں، تربیت کا جو حسین موقع قربت وانسیت سے ممکن ہے، ڈانٹ ڈپٹ سے زجروتوبیخ سے اس کی توقع بھی نہیں کی جاسکتی ہے، اسی لیے آپ ﷺ کا حسنِ عمل یہی رہا کہ بچوں کو بالکل اپنے سے قریب رکھا حتی کہ بچوں کے کھیل کا بھی لحاظ کیا، اگر کسی موقع پر وہ نماز میں آپ ﷺ پر سوار ہوگئے تو آپ ﷺ نے ان کی ضرورت کی تکمیل کا بھرپور خیال رکھا؛ چنانچہ اپنے نواسوں سے آپ ﷺ نے بھرپور محبت کا مظاہرہ فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن شدادؓ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں: ایک دفعہ آپ ﷺ نماز میں حضرت حسنؓ یا حسینؓ کو ساتھ لائے، آپ ﷺ نے نماز پڑھائی، درمیان نماز آپ ﷺ نے سجدہ طویل فرمایا: حضرت شدادؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بچہ آپ ﷺ کی پشت پر سوار ہے اور آپ ﷺ سجدہ میں ہیں، لہٰذا میں دوبارہ سجدے میں چلا گیا، جب نماز مکمل ہوگئی تو صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ حضور ﷺ آپ نے دورانِ نماز سجدہ طویل فرمایا، ہمیں یہ گمان ہونے لگا تھا کہ کوئی معاملہ پیش آیا ہے یا یہ کہ آپ پر وحی اتر رہی ہے، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ان میں سے کوئی بات نہ تھی؛ بلکہ میرا بیٹا میری پشت پر سوار تھا، میں نے مناسب نہ سمجھا کہ بچہ کی ضرورت کی تکمیل سے پہلے سجدہ ختم کروں (مسند احمد: ۱۶۰۳۳ حدیث شداد بن الہاد)

اقرع بن حابسؓ نے دیکھا کہ آپ علیہ السلام حضرت حسنؓ کو چوم رہے ہیں، یہ دیکھ کر کہنے لگے کہ حضور علیہ السلام میرے دس بچے ہیں، میں نے کبھی کسی کو نہیں چوما، آپ علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا (بخاری: ۵۹۹۷، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ) ایک دفعہ آپؐ حضرت حسنؓ کو چوم رہے تھے ایک دیہاتی نے حیرت کا اظہار کیا تو فرمایا کہ اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت کو نکال دیا تو میں کیا کرسکتا ہوں۔ (بخاری: ۵۹۹۸ باب رحمۃ الولد وتقبیلہ)

غور کیجیے! آپ ﷺ نے نہ صرف یہ کہ اپنی اولاد سے خود محبت فرمائی؛ بلکہ امت کو بھی اس کی تعلیم دی، اور رحیمانہ سلوک کے ترک پر دھمکی دی کہ وہ شخص عند اللہ بھی قابلِ رحم نہیں، لہٰذا بچوں کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ ہمارا وطیرہ ہونا چاہیے، حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: ایک دفعہ آپ ﷺ حضرت فاطمہ کے گھر کے صحن میں بیٹھ کر حضرت حسنؓ کے بارے میں دریافت کیا، تھوڑی ہی دیر میں وہ آگئے، آپ علیہ السلام نے انھیں گلے سے لگایا، بوسہ دیا اور فرمایا: اے اللہ! میں حسن سے محبت

رکھتا ہوں تو بھی حسن سے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھ (بخاری: ۳۷۴۹، باب مناقب الحسن) جب آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب کا انتقال ہوا تو ان کی صاحبزادی امامہؓ سے آپ علیہ السلام بہت زیادہ محبت کا اظہار فرماتے، ان پر بہت زیادہ شفقت فرماتے، بعض دفعہ اپنے ساتھ مسجد بھی لے آتے، وہ آپ علیہ السلام پر حالتِ نماز میں سوار بھی ہوجاتیں، جب آپؐ سجدہ میں جاتے تو انھیں نیچے اتار دیتے، جب قیام فرماتے تو کاندھے پر سوار فرمالیتے (بخاری: ۵۱۶ باب إذا حمل جارية صغيرة)

بعض دفعہ آپ ﷺ اپنے نواسوں کے پاس آتے، انھیں گود میں بٹھاتے، انھیں چومتے ان کے لیے دعا فرماتے، آپ علیہ السلام نے اپنے نواسوں کے ذریعہ اپنی آل واولاد کے ساتھ رہنے کا طریقہ سکھلایا۔

دیگر بچوں کے ساتھ آپ ﷺ کا طرزِ عمل

ہم بچوں سے محبت کرتے ہیں؛ صرف اپنے ہی بچوں سے، دوسروں کے بچوں سے محبت یکسر ناپید ہے، آپ علیہ السلام نے اس تفریق کا خاتمہ فرمایا، جہاں آپ علیہ السلام نے اپنے بچوں کے تئیں تعلق کا اظہار فرمایا، وہیں دیگر صحابۂ کرام کی اولاد پر بھی نگاہِ شفقت ڈالی۔

ابوموسی اشعریؓ فرماتے ہیں کہ میرے گھر ایک لڑکا تولد ہوا، میں آپ ﷺ کے در پر حاضر ہوا، آپ علیہ السلام نے اس کا نام ابراہیم رکھا، کھجور سے اس کی تحنیک (گھٹی) فرمائی، اوراس بچے کے لیے برکت کی دعا فرمائی، (بخاری: ۵۴۶۷ باب تسمیۃ المولود) یہ ابوموسی اشعریؓ کے بڑے صاحبزادے تھے، حضرات صحابۂ کرامؓ کی عادتِ طیبہ یہ تھی کہ کسی کے گھر بھی ولادت ہوتی تو اس کو آپ ﷺ کے پاس لے آتے آپؐ بچے کو لیتے، اسے چومتے اس کے لیے برکت کی دعا کرتے، اسی طرح جب بعض دفعہ دورانِ نماز بچے کے رونے کی آواز آتی تو آپ ﷺ نماز میں تخفیف فرمادیتے، (بخاری: ۷۰۷ باب من أخف الصلاۃ عند بکاء الصبی) اسی طرح ایک دفعہ آپ ﷺ نے ام خالد کو بلایا، بذاتِ خود اس لڑکی کو خصوصی قمیص پہنائی، اور فرمایا: اس وقت تک پہنو کہ یہ پُرانی ہوجائے (بخاری: ۵۸۲۳ باب الخمیصۃ السوداء) ایک دفعہ آپؐ نے ایک بچے کو گود میں اٹھالیا، بچے نے کپڑے پر پیشاب کردیا، آپؐ نے اس پر پانی بہا کر صاف کرلیا، (بخاری: ۶۰۰۲ باب وضع الصبی فی الحجر) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میرا ایک چھوٹا بھائی تھا، اس کا نام ابوعمیر تھا، (اس کے پاس ایک چڑیا تھی) آپ ﷺ آئے ابوعمیر سے فرمانے لگے: ”يَا أَبَا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ

النُغیر ؟" یعنی اے ابوعمیر تمہاری چڑیا کیا ہوئی ؟ (بخاری:۶۱۲ باب الانبساط إلی الناس) آپ ﷺ مشغولیت ومصروفیت کے باوجود صحابۂ کرامؓ کی اولاد کے ساتھ نرمی، محبت، انسیت اور الفت کا معاملہ فرماتے، انھیں خوش کرنے کی ترکیبیں اپناتے، ان کے پرندوں کے تئیں استفسار کرتے، آپ ﷺ کے سوال کردہ اس محبت بھرے جملے سے فقہاء عظام نے کئی مسائل نکالے ہیں۔

حقوق میں بچوں کی تقدیم

آج تمام تر تنازعات کا حل حقوق کی ادائیگی پر موقوف ہے، ہر کوئی اپنے حق کا طالب ہے؛ لیکن دوسروں کے حقوق کی ادائیگی سے بیزار ہے، آپ علیہ السلام نے نہ صرف اکابر کے حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دی؛ بلکہ آپ علیہ السلام نے اصاغر کے حقوق تک کا لحاظ فرمایا، اور اصاغر کے حقوق ادا کرتے ہوئے امت کی توجہ اس جانب مبذول فرمائی کہ ہر ایک کے حقوق کی ادائیگی ضروری ہے، حضرت سہل بن سعدؓ فرماتے ہیں: ایک دفعہ آپ ﷺ کی مجلس میں پینے کی کوئی چیز لائی گئی، آپ ﷺ نے اسے نوش فرمایا، اس کے بعد آپ علیہ السلام نے دیکھا کہ آپ کی دائیں جانب ایک بچہ ہے، اور بائیں جانب صحابۂ کرامؓ ہیں، آپ علیہ السلام نے اس بچے سے اجازت چاہی کہ اگر تم اجازت دو تو میں یہ مشروب ان بڑے حضرات کو عنایت کروں، اس بچے نے کہا، ہرگز نہیں، قسم بخدا میں (آپؐ کے تبرک میں) اپنے حق پر کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا، یہ سنتے ہی آپ ﷺ نے پیالہ اسے تھما دیا (بخاری:۲۳۶۶ باب من رأی أن صاحب الحوض الخ) اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بچوں کے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام ہو، بچوں کے حقوق معلوم کرکے انھیں ادا کرنے کی عادت ڈالنی چاہیے۔

یہودی بچے کے ساتھ آپ ﷺ کا طرزِ عمل

مسلمان بچوں کے ساتھ تو ہم کسی قدر نرمی کا مظاہرہ کرہی لیتے ہیں؛ لیکن کفار کے بچوں کے ساتھ ہمارا جو طرزِ عمل ہوتا ہے، وہ ناقابلِ بیان ہے، ان پر تو کوئی نظرِ التفات ہوتی ہی نہیں، قربان جائیے سرکارِ دوعالم ﷺ پر جنھوں نے اپنے اُسوہ سے کفار کے بچوں کے ساتھ بھی نرمی کی تلقین کی، ایک یہودی شخص کا لڑکا آپ علیہ السلام کی خدمت میں تھا، وہ ایک دفعہ بیمار ہوگیا، آپ ﷺ نے ازخود تشریف لاکر اس کی عیادت فرمائی، اس بچے کے سرہانے بیٹھے، پھر اس بچے سے فرمایا: اسلام قبول کرو، اس بچے نے اپنے والد پر نظر ڈالی، والد نے بھی کہا: ابوالقاسم (ﷺ) کی اطاعت کر! لہٰذا وہ بچہ مسلمان ہوگیا، آپ ﷺ یہ کہتے ہوئے نکلے، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَنْقَذَهُ مِنَ النَّار

(بخاری:۱۳۵۶ باب إذا أسلم الصبي فمات) کہ تمام تعریفیں اسی اللہ کے لیے ہیں جس نے اس کو آگ سے بچالیا، یہ حدیث بتارہی ہے کہ بچے پر شفقت ونرمی کی جائے، چاہے وہ بچہ کافر ہی کا کیوں نہ ہو!

لڑکی کا خصوصی مقام

زمانۂ جاہلیت میں عرب لڑکی کی پیدائش کو اپنے لیے عار سمجھتے تھے، آپ ﷺ نے لڑکیوں کے حقوق کا تحفظ کیا، لڑکیوں کے اکرام کی تعلیم دی، اس کی تربیت اس پر خرچ کی تلقین کی، لہٰذا آپ علیہ السلام نے فرمایا: جس نے دولڑکیوں کی بالغ ہونے تک پرورش کی، قیامت کے دن میں اور وہ ایک ساتھ ہونگے (مسلم:۲۶۳۱ باب فضل الإحسان إلی البنات)۔

الغرض آپ علیہ السلام نے اپنے قول وعمل سے معاشرہ کے ایک کمزور طبقہ پر رحم وکرم کے عجیب وغریب نمونے پیش فرمائے، آنے والی امت کو تلقین کی کہ اس طبقہ کا لحاظ کرو، ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی سے پرہیز کرو؛ کیونکہ یہی بچے مستقبل کے اثاثہ ہیں، ان بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک ان کی صحیح انداز میں تربیت روشن وتابناک مستقبل کی ضامن ہوگی، ابتدائی مراحل میں بچوں کے ساتھ بے اعتنائی وبے احتیاطی بچوں کے لیے غلط راہیں فراہم کریں گی، آج ضرورت اس بات کی ہے کہ معاشرہ میں بچوں کے ساتھ ہونے والی زیادتی کا خاتمہ کرکے سیرتِ طیبہ کی روشنی میں بچوں کے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کیا جائے!

❁ ❁ ❁